رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار

قادیان دار الامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ دو روپے آٹھ آنے

[illegible] ۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء ٭ ۳ شوال ۱۳۴۷ھ [illegible]

KHILAFAT LIBRARY

صبح عید

اس رواں دواں نظم میں قوافی کی پابندی کا خیال صبح عید کی آزادانہ مسرت کا کرشمہ معلوم ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اسوقت! جب فلک پر تاروں کی انجمن تھی
میں بھی تھی محوِ غفلت! مصروفِ خواب ہو کر
اسوقت! جب فضا بھی خاموش ہو گئی تھی
مدہوش ہو رہی تھی! ہر رنج و غم بھلا کر

اتنے میں گوشِ دل میں پہنچی ندائے خوش کن
ابوابِ فضلِ داور! تم پر ہوئے کشادہ
دورِ نشاط آیا! خوشیوں سے بھر لو دامن
داخل ہو مومنو سب! اسوار کیا پیادہ

کیا دیکھتی ہوں اُٹھکر! عالم ہے سب منوّر
لیلئ شب نے اپنی! زلفیں سمیٹ لی ہیں
تاروں بھرے سماں نے! رختِ سفر اٹھایا
ہیں دلکشا مناظر! اور بہین روح پرور
نورِ سحر کی پھیلی ہر سو مسرّتیں ہیں
خورشید خاوری نے! دنیا کو جگمگایا!

ہر کوچہ و گلی میں! نغمے ہیں شادیوں کے
ہیں دلربا مناظر! ہر سمت وادیوں کے

سبزہ لہک رہا ہے! گلشن چہک رہا ہے
ہر ذرہ مثل بلبل! دیکھو چہک رہا ہے

شبنم نے ہیں لٹائے! گوہر وہ پیارے پیارے
فرش زمردیں پر! گویا ٹکے ستارے

ننھی حسین کلیاں! ہنس ہنس کے کھل رہی تھیں
پھولوں کے قہقہوں کی! عنبر فشانیاں تھیں

قمری کے چہچہے تھے! بلبل کی تھیں نوائیں
غنچے چٹک رہے تھے! بھیگی ہوئی فضا میں

تھی آبشار گویا! دلکش ملار گاتی
موجوں کی وہ روانی! آنکھوں کو تھی لبھاتی

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے! پتوں سے چھیڑ کرتے
اک والہانہ لے میں! قدرت کے ساز بجتے

قرط و فور سے یوں بچے تھے کھلکھلاتے
جوں آسماں پہ روشن! تارے ہوں جھلملاتے

نازک لبوں کی جنبش! دلکو لبھا رہی تھی
بھولے رخوں کی نہرخی! کلفت مٹا رہی تھی

معصوم بچے جوں جوں ہو ہو کے خوش اچھلتے
انکی مسرتوں سے! ماؤں کے دل بہلتے

ملت کی بیگمائیں! ادنیٰ سے تا بہ اعلیٰ
سر در سجود تھیں سب! درگاہ حق تعالیٰ

عصمت کے باغ سے کچھ! عفت کے پھول چن کر
تیار کر رہی تھیں! شرم و حیا کے زیور

ملی محبتوں کے! گردن میں ہار پہنے
ہمدردئ جہاں کے! گجرے بنائے سب نے

عشق نبی کے ڈالے! کانوں میں گوشوارے
ایثار کی حنا سے! رنگیں تھے ہاتھ سارے

حب وطن کا برٗ میں ملبوس تھا معطر
صدق و صفا کی سمیں! اچھا لگی تھی یکسر

القصہ دھوم دھامی چاروں طرف رچی تھی
ہر سُو تھی شادمانی! ہر سمت خرمی تھی

معمورۂ جہاں میں! عالم نکھار کا تھا
قدرت سے بھی ہویدا! اظہار پیار کا تھا

رنج و الم کی گھڑیاں پامال ہو رہی تھیں
عیش و طرب کے نغمے حوریں سنا رہی تھیں

حیران تھی میں! یارب! منظر بنے ہیں کیسے
یہ انبساط کے یاں! نقشے جمے ہیں کیسے

میں سوچ ہی رہی تھی! ہاتف نے یوں ندا دی
سن اے تسنیم مجھ سے! وجہ و فور شادی

ہے روز عید آیا! روز سعید آیا
مومن پہ فضل رب کا! لطف مزید آیا

امۃ الحفیظ بیگم تسنیم ماندلے اپر برما

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان ۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء

KHILAFAT LIBRARY

تربیت اولاد

عادات کا کیریکٹر پر اثر

(۲)

اچھی عادات پر انسان کی صحت خوشی اور قابلیت کا انحصار ہے کوئی بھی عادت ہو انسان کو خوش و خرم اور صحت میں رکھتی ہے۔ اگر بُری عادات ہوں تو کوئی سعادتمندی اور کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور بد عادات تو درکنار اگر کسی میں غصّہ ہی زیادہ ہو۔ تو وہ ہر وقت کُڑھتا رہتا ہے اور اکثر دفعہ ایسے انسان کو خوشی اور صحت کی حالت میں نہیں دیکھا گیا۔ اس خراب عادت سے وہ اپنی قابلیت کو بھی کسی حد تک کھو بیٹھتا ہے ؛

خیالات کا کیریکٹر پر اثر خیالات کا اثر اعمال پر ہوتا ہے یعنی جس قسم کے خیالات کسی کے دل میں ہر وقت موجزن رہیں اسی قسم کے افعال اس سے صادر ہوتے ہیں۔

اعمال کا نتیجہ عادات ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی بچّہ کسی فعل کو بار بار کرے۔ تو عمل کے نتیجہ میں وہ فعل اسکی عادت ہوگا۔

اسی طرح عادات کا مجموعہ چال چلن ہے مثلاً اگر کسی بچّہ میں اکثر عادات اچھی یا بُری ہوں۔ تو وہ اسکا بچّہ کا کیریکٹر کہلائیگا ؛

دنیا میں ناکامی کی وجہ اگر بچّہ کے عادات اور خصائل گردو پیش کے حالات کے مخالف ہوں۔ تو وہ دنیا میں ناکام ہوتا ہے۔ پھر اس کشمکش کے نتیجہ میں دماغی نقائص بعض دفعہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بچّہ کا چال چلن اور عادات خراب ہوں۔ مگر جن بچّوں میں وہ بیٹھتا ہے اُن کی عادات اور تعلیم و تربیت اچھی ہو۔ تو وہ بچّہ اپنے تمام خیالات کو ماحول کے اثرات کے مخالف پائیگا۔ تو ناکام ہوگا ؛

عادات کی تعریف بعض لوگ عادات کی تعریف یہی سمجھتے ہیں کہ جو باتیں ورثہ میں ملیں۔ اصل تعریف یہ ہے کہ سوچنے یا کام کرنے کے وہ تمام طریق جو کسی فرد سے تربیت کے نتیجہ میں عائد ہوں۔ نہ کہ ورثہ میں ملے ہوئے ہوں۔ اگر کسی کام کو بار بار کیا جائے۔ تو بوجہ عادت ہونے کے وہ کام آسان ہو جاتا ہے مثلاً اگر کسی کو سونے اُٹھنے اور رفع حاجت اور غسل سیر و ناشتہ وغیرہ وغیرہ یہ سب کام ہر روز وقت پر کرنے کی عادت ہو۔ تو بے تامل اور آسانی سے یہ سب باتیں اس سے سرزد ہوتی رہینگی۔

(۱) اسی طرح اگر اچھی باتوں کا عادی بچّہ کو بنا دیا جائے تو پھر بوجہ عادت کے اچھے افعال کا نقش دماغ کے سب کانشس (نچلے) حصّہ پر محفوظ رہیگا پھر بڑے

ہونے پر اچھے افعال خود بخود اس سے ظہور پذیر ہونگے۔ پھر بغیر توجہ کے خواہ نیکی کا کام ہو یا دیانتداری کا معاملہ اسکو پیش آئے۔ تو آسانی اور خیالات کو پراگندہ کرنے کے بغیر ہی حل کریگا۔ چنانچہ اس بات کو ذرا وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے لئے دیانتداری کی مثال پیش کرتی ہوں مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے پاس ملازم ہو۔ وہاں حساب وغیرہ میں ایسا معاملہ درپیش ہو جہاں دیانتداری سے کام لینے کی ضرورت ہے تو اگر وہ اس موقع پر دیانتداری کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے اس سوچ بچار سے کام لے کہ اس مال میں سے کوئی چیز اپنی ضروریات کے لئے استعمال کرنی جائز ہے یا نہیں۔ گویا اس نے بوجہ دیانتداری کا عادی ہونے کے اپنے آپکو تفکرات میں ڈالنے کے بغیر ہی نجات حاصل کر لی۔ ممکن ہے کہ دوسرا بھی اس نیک نتیجہ پر پہنچ جائے۔ لیکن ان دونو میں بہت فرق ہوگا۔ وہ کیسا مبارک شخص ہے جس نے سر دردی اور اپنے آپکو گناہ میں ڈالنے سے قبل نجات حاصل کر لی۔ دوسرا بوجہ دیانتداری کی عادت نہ ہونے کے کس قدر سوچ و بچار اور اپنے خیالات کو پراگندہ کرکے کتنی مشکل سے دیانتداری کے نتیجہ پر پہنچا۔ اسی طرح بہت سے معاملات اور واقعات بوجہ عادی نہ ہونے کے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ اور بدی کی طرف مائل کرتے رہتے ہیں۔

(۲) جب کوئی شخص کام کرنے کے لئے خاص مقصد کی دھن اپنے اندر رکھے۔ تو یقیناً وہ شخص اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ مگر کسی عادت کا اتنا غلبہ نہ ہو۔ کہ اس کی طبیعت ثانیہ بن جائے جس سے اسکی شخصیت رنگین ہو جائے مثلاً کفایت شعاری بچہ کو سکھانی اچھی ہے لیکن اگر اس عادت میں بچہ زیادتی کریگا۔ تو اس کا نتیجہ خود غرضی ہوگا۔

زندگی کی راحت زندگی کی راحت اسی میں ہے کہ تمام دماغی خصوصیات اور عادات مل کر کام کریں۔ مثلاً کفایت شعاری۔ نیکی۔ شجاعت۔ موقع شناسی۔ حسن معاملات یہ سب باتیں انسان میں موجود ہونی ضروری ہیں گو اچھی عادات۔ بچہ والدین سے ورثہ میں لے سکتا ہے۔ لیکن اگر بعد میں اعلیٰ تعلیم و تربیت نہ کی جائے۔ تو اس نشو و نما میں کوتاہی سے اعلیٰ خصائل اور عادات دب جاتی ہیں۔

بچپن میں بچہ طبعی کاموں کے متعلق جو خصوصیات ظاہر کریگا وہی باتیں اور حرکات بڑے ہو کر اخلاقی باتوں کے متعلق بھی کریگا۔ مثلاً بچپن میں اگر کھانے پینے اور سونے۔ جاگنے اور اجابت وغیرہ افعال میں بے قاعدگی ہو۔ یا بے جا ناز برداری کی جائے یا جذبات پر قابو نہ سکھایا جائے تو بڑے ہو کر وہ نہ صرف جسمانی عوارضات میں مبتلا ہو جائیگا۔ بلکہ طبعاً جذبات غضب اور شہوت کا بھی بے جا استعمال کریگا۔

(اس مضمون کا باقی حصہ آئندہ)

خاکسارہ
مریم بیگم - مشرقی افریقہ
کاکامری

تذکرۃ المسیح

اخبار وکٹوریہ پیپر ۱۲ فروری ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں ایک کتاب کا نام تذکرۃ المسیح دیکھا گیا جو حکیم اجمل خاں مرحوم کی سوانحعمری و مجربات پر لکھی گئی ہے اس نام سے ہمیں اپنے اس مسیحؑ کی یاد تازہ ہو گئی جو روحانی حکیم تھا جس نے لاکھوں روحانی مریضوں کا علاج کر کے روحانی زندگی بخشی جو اپنے وقت اور کام کے لحاظ سے مسیحؑ کہلانے کا پورا مستحق تھا لیکن غور طلب یہ بات ہے کہ جب جسمانی مریضوں کے معالج کو لوگ مسیح کہہ سکتے ہیں تو پھر کیوں وہ ایسے شخص کے مسیحؑ کہلانے سے چڑتے ہیں جس نے لاکھوں روحانی مریضوں کو اپنی قوت قدسیہ سے علاج کر کے روحانی زندگی بخشی اور اُن میں وہ روح پھونکی کہ اس زندگی کو ہاں اس پیاری زندگی کو جو ہزار نعمتوں اور عیشوں میں پرورش پا رہی ہے اپنے ہاتھوں خاک میں ملا دیتے ہیں صرف اس امید پر کہ انہیں روحانی زندگی حاصل ہو جس سے خدا راضی ہو وہ یہی لوگ ہیں جو روحانی حکیموں کے ہاتھ سے شفایاب ہوتے ہیں جیسے مولوی عبداللطیف صاحب کابلی یا حضرت نعمت اللہ شہید ہیں یا دیگر مجاہدین ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً یعنی جو عمل کرے نیک مرد ہو یا عورت ہو تب زندہ کرینگے ہم زندگی پاکیزہ - اُس روحانی حکیم کے کیا ہی مجرب نسخہ جات تھے کہ استعمال کرنے والے مریضوں کو پورا یقین تھا کہ نجات اسی میں ہے اور انہیں نسخوں میں حیات طیبہ ہے بیشک انہوں نے ظاہری آنکھوں سے خدا کو نہیں دیکھا لیکن اسمیں بھی شک نہیں کہ یہی روحانی حکیم ہیں جنکے ذریعہ اس واحد خدا کا چہرہ نظر آتا ہے اگر یہ لوگ دنیا میں نہ آتے تو انسان و حیوان میں کچھ فرق نہ رہتا عرب کی حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کیا تھی اور بعد کو کیا ہو گئی کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

وہ خطہ جو تھا ایک ڈھوروں کا گلہ
گراں کر دیا اُس کا عالم سے پلہ

جس طرح درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اسیطرح خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نشان ہوتے ہیں وہ اپنے کام سے پہچانے جاتے ہیں زمانہ حال کے روحانی حکیم نے جو جو نسخہ جس جس مرض کیلئے تجویز فرمایا وہ ایسا قیمتی نسخہ ہے کہ آخرکار مخالف بھی اسکے ماننے پر مجبور ہو جائینگے مثال کے طور پر یہی دیکھ لو کہ جس طرح حضرت مسیح ناصری کی وفات بیان کرنے پر ایک شور برپا تھا اب اس بات کو کوئی چھیڑتا ہی نہیں یا جہاد کا مسئلہ ہے غرض اسی طرح کے ہزاروں نسخے اس روحانی حکیم کے مجربات میں سے ہیں جن کا بیان کرنا میرے مضمون کو اصل سے دور کرتا ہے میرا مطلب تو صرف روحانی و جسمانی حکیم کے متعلق ہے ... ...

... ... یہ روحانی و جسمانی زندگی کے متعلق ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا وہ روحانی حکیم جو مسیح موعودؑ بھی ہے اور مہدی مسعود بھی ہے جس نے خود فرمایا :-

KHILAFAT LIBRARY

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

اور یہ فرمایا ؎ :-

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

وہ خدا کا پیارا اگو جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں۔ لیکن اُسکی قوت قدسیہ کے کارنامے قیامت تک زندہ رہینگے اور زندگی کی وہ روح لاکھوں وجودوں میں اُس نے پھونکی ہے کہ اسکی نظیر گزشتہ چند صدیوں میں نہیں ملتی خصوصاً ایسے زمانہ میں جبکہ ہر ایک انسان کا الگ الگ مذہب و عقیدہ تھا اصل دین سے بالکل بے پروائی تھی نبوت و الہام کے سرے سے منکر تھے دعا کو کوئی چیز سمجھی نہ جاتی تھی آپ نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ جس طرح وہ خدا پہلے بولتا تھا اب بھی بولتا ہے جس طرح وہ اپنے برگزیدہ لوگوں کی پہلے دعائیں سنتا اور قبول فرماتا تھا اب بھی اسمیں وہ صفت موجود ہے وہ لازوال ہستی ہے اُسکی ہر صفت ازلی ابدی ہے دین کے پیاسوں کو آب حیات سے ایسا سیر کیا کہ دنیا اُن کی آنکھوں میں حقیر نظر آنے لگی اور وہ اس روحانی حکیم کے ارد گرد جمع ہو گئے لاکھوں پراگندہ خیالات اور دماغوں کا ایک واحد نقطہ پر جمع کر دینا کوئی معمولی بات نہیں یہ اسی روحانی حکیم کا کام تھا جو خدا کی طرف سے مسیح و مہدی بن کر آیا خدا تعالیٰ بھی قرآن کریم میں یہی فرماتا ہے لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ یعنی الفت ڈالی گئی درمیان دلوں اُنکے کے اگر خرچ کرتا تو جو کچھ بیچ زمین کے ہے سب کا سب نہ الفت ڈال سکتا تو انکے دلوں میں اور لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت ڈالی درمیان اُنکے بیشک وہی غالب حکمت والا ہے ۔

بیشک یہ بڑی نعمت ہے یہی کامیابی کی کلید ہے جو اسوقت خدا تعالیٰ نے اس روحانی حکیم اور اس کے جانشین کے ہاتھ میں دی ہے جسکی نظیر کسی فرقہ میں نہیں ملتی اگر روحانی زندگی نہ ہو تو پھر یہ جسمانی زندگی کس کام کی ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ انسان کی دو زندگیاں ہیں ایک جسمانی دوسری روحانی۔ جو جسمانی زندگی ہے اسکے واسطے خدا تعالیٰ نے آب و ہوا و غذا کا انتظام کیا اور یہ انتظام صرف انسان کی ذات تک محدود نہیں بلکہ ہر ایک جاندار اس میں شریک ہے سب کا سہارا غذا و ہوا پر یکساں ہے ہاں یہ بات الگ ہے کہ کسی کی غذا طعام ہے کسی کا گھاس دانہ یا کیڑا مکوڑا جو کچھ بھی ہو آخر غذا ہی ہے اگر غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور حیوان میں جو امتیاز کرنیوالی چیز ہے وہ یہی روحانی زندگی ہی ہے اگر یہ ملجائے تو بس یہی مدعا اور مقصد ہے کیونکہ ہماری یہ جسمانی زندگی تو چند روزہ ہے مگر وہ ایک پائدار زندگی ہے جو قبر و حشر میں ہمارے ساتھ رہیگی بس یہی راز اشرف المخلوقات بننے کا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ وہ حاصل کس طرح ہو۔ سو اسکے حاصل کرنے کا یہی طریق ہے کہ ہم روحانی حکیم سے اپنے بیمار دل کا علاج کرائیں۔ جسمانی بیماریوں میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جو مریض حکیم و ڈاکٹر کی ہدایت پر نہیں چلتے اور بد پرہیزیاں کرتے ہیں وہ شفایاب نہیں ہوتے اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں سو یہاں بھی یہی قانون ہے خدا نے جو کتاب طب بھیجی تھی اور وہ حاذق حکیم اس کتاب کا لانیوالا ہمارا آقا سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں وہ کتاب قرآن کریم ہی ہے مگر زمانہ کے تغیر نے لوگوں کو اُس کتاب سے دور کر دیا وہ اب مسلمانوں میں صرف قسم اُٹھانے کی خاطر یا بیمار کے سرہانے رکھنے کی خاطر یا گورستان میں مُردوں کے سنانے کی خاطر رہ گیا ہے۔ رمضان شریف میں طوطے کی طرح مساجد میں حافظ اُجرت پر سناتے ہیں اور صرف اسلام کی ایک رسم تو اس سے ظاہر ہوتی ہے مگر وہ برکات کہاں اور معنی کہاں جو روحانی زندگی کا اصل مدعا ہے وہ خدا جو اپنے بندوں پر کمال درجہ مہربان ہے جب اُس نے دیکھا کہ روحانی زندگی کا اب خاتمہ ہونیوالا ہے اور دین اسلام کا اصل مقصد مفقود ہو گیا ہے صرف رسم کی صورت پر چھلکہ رہ گیا ہے اُس نے اسلام کی اس نازک حالت پر رحم فرما کر اپنے وعدہ کے موافق جو پارہ ۱۴ رکوع میں یوں فرمایا ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کہ اس ذکر قرآن کریم کو میں نے ہی اُتارا ہے اور میں ہی محافظ ہوں سو وعدہ الٰہی اس رنگ میں پورا ہوا کہ آخر زمانے کا امام حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہو کر لاکھوں مُردہ دلوں کو زندہ کرنے والا بنا۔

آخر تم یہی کہو گے کہ جب حضرت مرزا صاحب کو مولوی لوگ اور گدی نشین نہیں مانتے تو ہم کس طرح مان لیں سو اس کا صرف یہی جواب کافی ہے کہ قرآن کریم پر غور نہیں کیا جاتا۔ ورنہ یہ کوئی سوال ہی نہیں۔ انبیاء سابقین اور اُنکے مخالفین کے حالات درج ہیں اور تمام قرآن ان باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ بیان کوئی قصے کے رنگ میں نہیں بلکہ اُمت محمدیہ کی ہدایت کے لئے ہے مثلاً جس طرح سورۃ یٰسین میں خدا تعالیٰ نے فرمایا یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ۝ یعنی افسوس ہے بندوں پر کہ جب کوئی رسول آتا ہے اُنکے پاس تو وہ تمسخر اور ہنسی سے پیش آتے ہیں پھر جب ہم قرآن کریم میں غور کرتے ہیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کے مکذب اور ہنسی ٹھٹھا کرنیوالے ہمیشہ ہی بڑے لوگ ہوا کرتے ہیں اور مقابلے پر وہی آتے ہیں۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی مقابلے پر آجائے اور تحریروں و تقریروں کے ذریعہ یہ اعلان کرتا پھرے کہ یہ شخص مفتری ہے پھر تو ہار جیت و فتح شکست سمجھ کر ضد پر قائم ہو جاتا ہے اور جو ادنیٰ اور جہلاء کا طبقہ ہے وہ اعلیٰ طبقہ کو دیکھ کر محض انکی تقلید کرتے ہیں جس طرح ابو جہل باوجود ہزارہا معجزے دیکھنے کے بھی ضد اور انکار پہ ڈٹا رہا تب ہی تو ابو جہل مشہور ہو گیا ورنہ اُس کا نام

عمر بن ہشام تھا۔ برخلاف اسکے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ آپنے کوئی معجزہ مانگا تھا بلکہ آپنے ایسے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا تھا جس طرح پہلی کا چاند بادلوں کے نیچے آکر گاہے چھپ جائے گاہے آشکارا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ پہلے رسولوں کے مصدقین میں سے ہوتے ہیں پھر وہ رسولوں کے ذریعہ معجزات بھی دیکھ لیتے تو ترقی بھی انہیں کے ایمان کرتے ہیں کیونکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ جب جنگ عظیم چھڑی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی تو ہمارے ہی ایمان ترقی کر گئے مخالفین ویسے کے ویسے ہی رہے خدا کے بھی عجیب کام ہیں جب ہم اس تحقیقات میں پڑتے ہیں کہ رسولوں کا کیوں انکار کیا جاتا ہے تو جہاں تک میری سمجھ و عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو بات ابتدا سے شروع ہوئی تھی وہ کہیں نہ انتہا تک جاتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی ضرور میں بنانے والا ہوں زمین پر خلیفہ۔ تو فرشتوں نے کہا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ یعنی کیا بناتا ہے ایسے شخص کو جو فساد کرے اور خونریزی کرے جب خدا تعالےٰ کی عمیق در عمیق باتوں کے فرشتے بھی رازدان نہیں ہو سکتے تو ہم تم کس گنتی میں ہیں کہ اُسکے علم کا احاطہ کر لیں۔ اسی طرح جب ہم غور کرتے ہیں تو یہ سلسلہ لمبا ہوتا چلا جاتا ہے اگر ہر ایک نبی کا اور اُسکے مخالفین کا تفصیلاً بیان کیا جاتا تو میرا مضمون طول پکڑ جاتا اس واسطے

مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السّلام کا ذکر کیا کیونکہ وہ اوّل تھے حضرت نوح ع کے بارہ میں آتا ہے کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ یعنی جھٹلایا پہلے اُنکے قوم نوح ؑ نے۔ پھر ہماری سرکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں آتا ہے اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا اَھٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ رَسُوْلًا یعنی اے رسول کفار جب تجھکو دیکھتے ہیں تو نہیں پکڑتے تجھ کو مگر ٹھٹھا کیا یہی ہے جسکو بھیجا اللہ تعالیٰ نے رسول بناکر (سورۃ فرقان رکوع ۴) گویا وہ تمسخر سے کہتے ہیں کہ کیا یہی رسول ہے؟ جس سے ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ ضرور جلد باز لوگ ہنسی ٹھٹھا کر کے اپنی عاقبت خراب کر لیتے اسلئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ یعنی پھرو بیچ زمین کے پس دیکھو کس طرح ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔ کیا ہی فیصلہ کی بات ہے کہ جو رسولوں کے مخالف ہیں اُنکا انجام دیکھ کر عبرت پکڑ۔ فرعون بھی یہی سمجھتا ہوگا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو میرے گھر میں پرورش پاکر جوان ہوا اور مجھے آج سمجھانے آیا ہے اسکو اپنے بخت و شاہی دماغ کا فخر تھا تب ہی تو اُس نے کہا کہ اے ہامان ایک محل ایسا اونچا تیار کر تاکہ میں موسیٰ ؑ کے خدا کو دیکھوں۔ اور ابو جہل کو بھی یہی فخر ہوگا کہ قریش میں معزز آدمی اور کار دگُن میں ہوں اگر خدا کوئی رسول بناتا تو مجھے ہی بناتا بھلا یہ یتیم لڑکا جو دوسروں کی پرورش سے جوان ہو کر آج ہم کو سمجھانے آیا جو الف بے تک نہیں جانتا بھلا وہ دُنیا

KHILAFAT LIBRARY

کی اصلاح کرنیکا دعویدار کس طرح ہو سکتا ہے تکبّر کرنیوالے آخر ذلیل و ناکام رہ گئے اور خدا کے رسول کامیاب بامُراد فتح مند ہو گئے۔ سو اسی طرح ہمارے زمانہ میں اور تمہاری آنکھوں کے سامنے ایک خدا کا پیارا روحانی امراض کا حاذق طبیب آیا اور دین اسلام کو از سر نو تازہ کر دیا آج اسلام اور محبّانِ اسلام کے واسطے عید اور بہار کا موسم ہے مگر بعض نا اہل اپنی ناسمجھی سے ماتم کر رہے ہیں کہ اسلام کے آخری دم ہیں مگر خدا کے فضل سے ہم ناامید نہیں اللہ تعالیٰ ضرور اسکو کامیابی بخشیگا۔ لیکن بجز جماعت احمدیہ کے کوئی نہیں تسلّی پا سکتا۔ اخبارات و رسالہ جات کے پڑھنے والے اور پڑھنے والیاں خوب جانتے ہیں کہ لوگوں کی فطرت ہی تقاضا کر رہی ہے کہ کوئی مصلح ضرور ہونا چاہیئے۔ لیکن جسکو خدا نے اس کام کیلئے منتخب کیا ہے جب اس سے بے سوچے سمجھے انکار کر دیا تو پھر اُسکے ماننے میں ہتک سمجھتے ہیں اور خود جو لیڈر یا انجمن یا کمیٹیاں بناتے ہیں اس سے کامیابی نہیں ہوتی۔ آخر وہی ہوگا جو خدا کا منشاء ہے جب انتظار کرتے کرتے تھک جائینگے اور دیکھینگے کہ نہ کوئی آسمان سے اُترا اور نہ زمین سے نکلا تو ضرور ہے کہ خدا کے منتخب کردہ مصلح کو مان لیوینگے لیکن جو ضد اور انکار پر اَڑ گیا اُس کا خاتمہ بھی اُسی پر ہوگا ماننے والی انکی نسلیں ہونگی اے سعید انسان زمانہ کو دیکھ عقل سے سوچ ضد و انکار شیطانی فعل ہے اگر تُو زندہ رہا تو خدا کے عجائبات بچشم خود کشی دیکھ لیگا جلد بازی

ترک کر کے حوصلہ سے ...

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو خدا تعالےٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ سو اس الہام الٰہی کی چمکار گاہے گاہے ظہور پذیر ہو کر بڑے زور آور حملوں سے سچّائی ظاہر کرتی رہتی ہے کبھی طاعون کے رنگ میں کبھی زلازل اور وبا کے رنگ میں اور کبھی جنگ اور قحط سالیوں کے رنگ میں حملے ہُوا کرتے ہیں۔ اے بھائیو! اور بہنو! کیا پتہ کہ کوئی کس حملے کا شکار ہو جائے۔ بہتر ہے کہ خدا سے صلح کر لیں اور خدا کے منتخب کردہ مصلح کو مانکر دین و دُنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں وہی کلمہ طیّبہ ہے وہی کتاب قرآن کریم ہے وہی قبلہ و نماز ہے اصل ارکان اسلام وہی ہیں۔ تم جس مسیح کی انتظار میں ہو اُسکا کلمہ الگ کتاب الگ یعنی انجیل کعبہ الگ یعنی بیت المقدّس نبوّت الگ یعنی وہ بنی اسرائیل کا نبی تھا۔ آہ تم اِتنا بھی نہیں سوچتے کہ ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم خاتم المرسلین ہیں تمہارے خیال کے بموجب اگر وہ آ جائیں تو اس میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کس قدر ہتک ہے وہ رسول جسکی پیروی کر کے انبیائے بنی اسرائیل جیسے اس اُمّت کے اولیاء اور غوث قطب بنے کیا وہی اُمّت ہے کہ اُسکی اصلاح کے واسطے بنی اسرائیل کا نبی آ ئے اور خدا

KHILAFAT

... اسلئے اپنے پاس سنبھال رکھا ہے کہ دوسرا اُس جیسا پیدا ہو ہی نہیں سکتا اگرچہ وہ کیسا ہی ضعیف اور کمزور بھی ہو گیا ہو تو بھی خدا اُسی کو ہی بھیجیگا؟ تعجّب پر تعجّب کہ انسان تو جس کام کو کرے تو پہلے کی نسبت دوسری بار صفائی سے کریگا تیسری بار اُس سے بھی زیادہ اچھا غرض بار بار تجربہ اور مشق سے کام صاف ہوتا جائیگا۔ مگر برخلاف اسکے خدا تعالیٰ نے جو ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا تو اب اسکا ثانی نہیں بنا سکتا نعوذ باللہ اے سُننے والو سُنو! خدا تعالیٰ نے اسکا ثانی بنایا ہے اور اُس سے بھی اچھا بنایا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بھی قائم رکھی کہ اُنہی کی اُمت سے مسیح آیا وہ خود ہی فرماتے ہیں ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

اس نے وہ کام کر دکھایا کہ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نہ ہو سکتا کیونکہ وہ آکر اگر اپنی کتاب انجیل کی پیروی کرتا تو بس اسلام کا خاتمہ ہو جاتا اگر قرآن شریف کو جاری کرتا تب تو لوگوں سے پڑھتا فقہ و حدیث سب کچھ آپ کی شاگردی اختیار کر کے حاصل کرتا۔ پھر تو قدرتی رُعب جو اُستادوں کا شاگردوں پر رہتا ہے اس کے زیر اثر اُستادوں کی غلطیاں کس طرح نکال سکتا اور لوگوں کو کیا مصیبت پڑی کہ اُستادوں کو چھوڑ شاگرد کے پاس جاتے؟ خدا نے اپنے فضل سے ایسے شخص کو بھیجا جو فرماتا ہے ؎

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

خدا نے آپ کو قلم میں وہ اعجاز بخشا کہ باوجود انعام مقرر کرنے کے بھی آپ کے بالمقابل لکھنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے جیسا زمانہ دیکھا ویسا آپ کو معجزہ عطا فرمایا۔ یہ زمانہ قلم کا تھا تو آپ کو خدا تعالیٰ نے سُلطان القلم ثابت کر دیا۔ اور جوں جوں زمانہ گذرتا جائیگا لوگ خود ہی سمجھتے جائینگے آخر سعید روح لوگ مان لینگے یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ تمام دُنیا مان لے اور نہ کسی نبی کو تمام دنیا نے مان لیا تھا مخالفین ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن کریم سورۃ انعام رکوع ۴ میں فرماتا ہے وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ یعنی اے محمد صلعم تم خوف نہ کرو کیونکہ جسقدر نبی تجھ سے پہلے آئے ہیں اُن سب کی تکذیب کی گئی اور ایذا دیئے گئے اور صبر کیا اُنہوں نے تب ہماری نصرت اُنکو پہنچ گئی اللہ تعالیٰ کی بات تبدیل نہیں ہوتی۔ سو ہم بھی اپنے مولیٰ کریم پر اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارے واسطے بھی فتح اور نصرت کے سامان پیدا کر دیگا آمین اے میرے اللہ آسمان اور زمین اور کائنات کی کُل ذرہ ذرہ چیز تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے، ہر دل میں میری اِس تحریر کا اثر پیدا کر دے آمین ؎

والدہ سردار امیر محمد خان آنریری مجسٹریٹ درجہ اول تو حیف مقیم الہ آباد ... ضلع ڈیرہ غازیخان

دلچسپ لطائف

ایک کونسل میں امیدوار ممبر بیحد دوڑ دھوپ اور جدوجہد میں مصروف تھے کونسل میں انڈین اقوام کی طرف سے صرف ایک ممبر لیا جاتا تھا خواہ وہ کسی فرقہ سے ہو۔ اسکے لئے امیدوار ایک مسلمان، ایک سکھ اور ایک ہندو تھے ۔ ڈاکٹر صاحب نے سنایا کہ سکھ اور ہندو امیدواروں نے معلوم ہوتا ہے کہ "ووٹرز لسٹ" میں ہندو مسلم فرضی ووٹروں کے نام دیئے ہوئے تھے جب انتخاب کا وقت آیا تو چماروں کی بھری ہوئی موٹر لاریاں لاکر کھڑی کر دیں اور لسٹ کے فرضی ناموں کے مطابق انکے نام لکھکر انکو رٹاتے اور پھر ووٹ ڈالنے کے لئے انکو اندر بھیجتے فرضی نام جہلاء کو یاد رکھنے مشکل تھے چنانچہ جب ایک چمار فرضی نام کا ووٹ ڈالنے آیا تو چیک کرنیوالے نے اس سے پوچھا تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا لیکن اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے باپ کا فرضی نام بھول گیا جب باپ کا نام پوچھا گیا تو کچھ سوچ کر باہر والے کو (جو پڑھا پڑھا کر اندر بھیج رہا تھا) آواز دی کہ "اوئے میرے پیو دا کی ناں؟" یعنی میرے باپ کا کیا نام ہے ۔ اس پر ایک پُر زور قہقہہ لگا ۔ چمار کے ایک چپت رسید ہوئی تو سب کے سب بھاگ گئے ۔

اسی موقعہ پر ایک ہندو صاحب جن سے بے حد جان پہچان تھی اور جو ہماری آنکھوں کے سامنے دوکان کر رہا ہے ۔ لسٹ میں مندرجہ فرضی مسلم کا نام رکھکر آئے ۔ آپنے اس لئے کہ پہچانا نہ جاؤں مسلم لباس زیب تن کیا ۔ مگر ع چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر ۔ ڈاکٹر صاحب کو اندر کا بھید معلوم نہ تھا انہوں نے کہا آئیے لالہ صاحب کیسے آنا ہوا ۔ لالہ جی (گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے) "جی آپکو غلطی لگی ہے میرا نام فضل دین ہے" ڈاکٹر صاحب (حیران ہو کر) "کیا کہا" لالہ جی "میرا نام فضل دین ہے" ڈاکٹر صاحب (دل میں اس راز کو پاتے ہوئے) "آئیے! خوش آمدید آپکو اسلامی زمرہ میں آنا مبارک مگر (ہاتھ سے لالہ جی کی پگڑی سر سے اُتارتے ہوئے) جب مُسلم ہونیکی سعادت پالی تھی تو اب اس چوٹی کی کیا ضرورت؟ لالہ جی نادم ہو کر رفو چکر ہو گئے ۔

ہمارے یہاں ایک غیر مبایعین کا کتب ایجنٹ آکر فروکش ہوا دوسرے تیسرے روز تمام احباب بیٹھے تھے ایجنٹ صاحب کسی ضرورت کو باہر گئے احباب نے آپس میں سرگوشیاں کیں اور جب ایجنٹ صاحب واپس آئے تو ایک صاحب نے کہا کہ آئیے جناب اچھے آئے یہاں ایک مسئلہ درپیش ہے آپ بھی اسکے حل میں مدد دیجئے ۔ ایجنٹ صاحب "وہ کیا مسئلہ ہے" وہی صاحب یعنی مبایع "جناب بات یہ ہے کہ ہمارے احباب میں سے کچھ تو اس بات پر مُصر ہیں کہ چوری کا مال جائز ہوتا ہے مگر کچھ احباب ان سے

کسی طرح متفق نہیں ہوتے اور برابر کہے جاتے ہیں کہ چوری کا مال ناجائز ہے۔ ایجنٹ صاحب (نہایت سادگی سے) توبہ توبہ!!! چوری کا مال خنزیر کے برابر ہے اور یہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ وہی صاحب (بڑی متانت سے) تو جناب! یہ کتب اور یہ قرآن کریم کیا بغیر سرقہ کے ہاتھ لگے ہیں؟ ایجنٹ صاحب کا رنگ فق احباب کے بعد دیگرے کمرہ سے باہر چلے گئے ایجنٹ صاحب نے دم غنیمت جانا اور وہاں سے "بستر گول" کیا۔ جب احباب واپس آئے تو انکو نہ پاکر افسوس ہوا +

"مس میئو" نے ایک کتاب "مدر انڈیا" نام تالیف کی اور اسکو ولایت غیر میں شائع کیا اہل ہنود کے تمدن پر اس کتاب میں زیادہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ جب وہ کتاب پبلک میں آئی تو ہمارے اہل وطن فرقہ ہنود کو نہایت ہی شاق گذری انکے پریس نے وہ شور مچایا کہ الاماں۔ آسمان سر پر اُٹھالیا۔ اب حال ہی میں ایک صاحب نے "شُدھی سماچار" نام سے اپنے اخبار کی تیرگی ظاہر کرتے ہوئے کچھ یاوہ گوئی کی اسپر مسلمانوں نے نوٹس لیا اور کہا کہ اس تحریر سے ہمارے مذہبی جذبات کو مجروح کیا گیا ہے اور یہ تھا بھی بالکل صحیح۔ مگر اسکے جواب میں ہندو پریس سے آواز اُٹھی کہ یہ مضمون ہندی زبان میں شائع ہوا ہے قوم مسلم ہندی نہیں جانتی پھر اس کے جذبات کیونکر مجروح ہوئے اگر مجروح ہوئے ہیں تو اس طرح کہ خود مسلمانوں نے اسکا اردو ترجمہ کرکے شائع کیا اور اس طرح سب مسلمانوں کو اس مضمون سے آگاہ کیا پس اس مجروحیت کا باعث خود مسلمان ہیں نہ کہ ہندو۔ لیجئے مس صاحبہ! مصنفہ "مدر انڈیا" آپکو حق حاصل ہوگیا کہ آپ کہیں اہل ہنود میری کتاب پر کیوں شور و غوغا کرتے ہیں میں نے کتاب غیر زبان اور غیر ولایت میں شائع کی اگر وہ ٹرانسلیٹ ہوکر آپ تک پہنچی تو میرا کیا قصور اس کام کو انجام دینے والے آپ ہی کے ہاتھ ہیں میں نے آپکی زبان میں تھوڑا ہی شائع کی تھی؟

ہمارے اولوالعزم امام نے "نہرو رپورٹ" پر عظیم الشان تبصرہ فرمایا کہ جسکو دیکھ کر بڑے بڑے سیاست دانوں نے آپکے فہم و فراست اور علم لدنی کا اقرار کیا۔ اسی سلسلہ میں سُنا گیا ہے کہ ایک بھائی نے ایک صاحب کو یہی "تبصرہ" پڑھنے کے لئے دیا تو انہوں نے بعد مطالعہ یہ کہا کہ "اسکی تہ میں کوئی اور ہاتھ ہے ورنہ ایک قرآن پڑھنے پڑھانے والا ان سیاسی باتوں کو کیا جانے" کاش اُسے معلوم ہوتا کہ وہ قرآن ہی "پڑھنے پڑھانے" والے تھے جن کی سیاست قیصر و کسریٰ پر جاری تھی اور وہ قرآن ہی "پڑھنے پڑھانے" والے تھے جنکی سیاست دانی کے سامنے تمام روئے زمین کے مدبر بالآخر سرنگوں ہوگئے +

امۃ الحفیظ بیگم مانڈلے اپر برما

BUKHARY LIBRARY

لنڈن مشن کیلئے خواتین احمدیہ گکھووال کا چندہ

لجنہ اماء اللہ جماعت احمدیہ گوکھووال چک ۲۷۶ رکھ ضلع لائل پور کا خاص جلسہ ہوا جسمیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مبارک تحریک پر تبلیغی مشن لنڈن کے لئے حسب ذیل چندہ ہوا۔ ۴۸ عدد زیورات نقرئی جنکا وزن پونے صد تولہ کے قریب تھا اور ۱۰۹ روپے نقد ہوئے داخل خزانہ کیئے گئے جنکی رسیدات کے نمبر یہ ہیں:-

۱۵۶۲ء ۲۸-۱۲-۲۶ — ۱۵۵۱ء ۲۸-۱۲-۲۶

(۱) اہلیہ سید طفیل محمد صاحب ہیڈ ماسٹر لوئر مڈل سکول عہ/ نقد

(۲) دختر ″ ″ ایک عدد ہنسلی نقرئی

(۳) اہلیہ میاں عبد الکریم صاحب نقد عہ/

(۴) ″ میاں رحیم بخش صاحب ایک ڈنڈی نقرئی

(۵) دختر ″ ″ دو عدد پھول نقرئی

(۶) اہلیہ میاں عبد الرحمن صاحب چار عدد ڈنڈیاں ایک عدد نبطیری نقرئی

(۷) دختران ″ ۴/ نقد

(۸) والدہ چوہدری چراغ الدین صاحب نمبردار ایک کڑا نقرئی

(۹) ہمشیرہ ″ ″ دو چوڑیاں نقرئی

(۱۰) دختر ″ ″ دو بانکاں نقرئی

(۱۱) والدہ میاں محمد یعقوب صاحب دو بند نقرئی

(۱۲) ہمشیرہ ″ ″ ۸/ نقد

(۱۳) اہلیہ ″ ″ ۸/ نقد

(۱۴) اہلیہ میاں عبد الحق صاحب عہ/ نقد

(۱۵) دختر ″ ″ دو پھول نقرئی

(۱۶) اہلیہ میاں عبد العزیز صاحب دو کڑے نقرئی

(۱۷) دختر ″ ″ ۲/ نقد

(۱۸) ہمشیرہ اسمٰعیل ملتانی ۲/

(۱۹) اہلیہ میاں نظام الدین صاحب دو بالے نقرئی

(۲۰) اہلیہ میاں عبد اللہ صاحب ایک ہار نقرئی

(۲۱) اہلیہ اسمٰعیل صاحب نمبردار دو بند نقرئی

(۲۲) ″ فضل دین ماشکی دو ڈنڈیاں نقرئی

(۲۳) ″ عبد الحمید صاحب دو پھمکے نقرئی

(۲۴) دختر ″ ″ دو پھول نقرئی

(۲۵) اہلیہ محمد صادق صاحب ۴/ نقد

(۲۶) دختر ″ ″ دو پھول نقرئی

(۲۷) اہلیہ رمضان ماشکی یک ریل نقرئی

(۲۸) اہلیہ عبد الحق صاحب ٹیلر ۶/

(۲۹) دختر ″ یک ہنسلی نقرئی

(۳۰) والدہ اسمٰعیل بادشاہ دو کڑے نقرئی

(۳۱) اہلیہ میاں محمد الدین صاحب ۶/

(۳۲) دختر ″ ″ دو پھول نقرئی

(۳۳) والدہ ″ ″ دو ڈنڈیاں نقرئی

(۳۴) دختر میاں عبد السبحان صاحب دو بانکاں ″

(۳۵) اہلیہ عبد الغنی صاحب یک تیمبتڑی

(۳۶) ″ میاں اللہ بخش صاحب عہ/ نقد

(۳۷) ″ سید فضل محمد شاہ صاحب ۸/ نقد

(۳۸) والدہ خیر دین صاحب ۸/ نقد

(۳۹) دختر اسمٰعیل صاحب نمبردار ۴/

(۴۰) والدہ عبد الحق صاحب ٹیلر دو ڈنڈیاں نقرئی

(۴۱) اہلیہ عبد الواحد صاحب عہ/ نقد

مرسلہ آمنہ بی بی معلمہ گرلز سکول چک ۲۷۶
سکرٹری لجنہ اماء اللہ گوکھووال
ڈاکخانہ چک ۲۷۵ ضلع لائل پور

رپورٹ لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ

مورخہ ۹ فروری ۱۹۲۹ء بوقت ۲ بجے بعد دوپہر ہمارے مکان دارالسلام پر منعقد ہوا۔ وقت مقررہ سے پہلے ایک کرسچن لیڈی ڈاکٹر بھی تشریف لے آئیں۔ جنکو میرے اباجان محترم شیخ مشتاق حسین صاحب نے تبلیغ کی۔ انکے اعتراض کا جواب انجیل سے دیا۔ اور یہ بھی ثابت کیا کہ رسول کریم صلعم کی آمد کی پیشگوئیاں انجیل میں موجود ہیں۔ جن کو لیڈی ڈاکٹر صاحبہ نوٹ کر کے لے گئیں تاکہ غور کریں۔ محترمہ حاکم بی بی صاحبہ زوجہ مکرمی غلام حیدر صاحب خاص طور پر قابل شکریہ ہیں۔ کیونکہ یہ تلونڈی سے تشریف لاکر ہمیں لجنہ اماء اللہ کے فرائض سے آگاہ کرتی رہیں۔ اسکے بعد محترم شیخ مشتاق حسین صاحب نے پردہ کی اوٹ میں تلاوت قرآن کریم کے بعد بچوں کی تربیت پر تقریر کی اور بتادیا کہ ماں کی گود میں ہی بچے کی تربیت ہوتی ہے۔ پھر محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ پریذیڈنٹ لجنہ اماء اللہ نے یکم فروری کے مصباح میں سے ایک مضمون پڑھکر سنایا۔ اور ہاجرہ بیگم بنت میاں فضل الٰہی صاحب ٹیلر ماسٹر نے کشتی نوح کا کچھ حصہ پڑھکر سنایا۔ بعد ازاں عزیزہ امۃ اللہ نے اپنی لکھی ہوئی تحریر پڑھکر سنائی جس میں مسیح موعود علیہ السلام کی نظم بھی شامل ہے۔ پھر عزیزہ فرخندہ اختر بنت مکرمی نیاز احمد صاحب نے اپنا لکھا ہوا مضمون جو ہستی باری تعالیٰ پر تھا پڑھکر سنایا۔ اور عزیزہ محمودہ بیگم بنت شیخ مشتاق حسین صاحب نے عزیزہ امۃ الرحمٰن بنت مکرمی غلام حیدر صاحب کی لکھی ہوئی نظم پڑھکر سنائی۔ پھر عزیزہ امۃ الرحمٰن بنت میاں عبداللہ صاحب ٹیلر ماسٹر نے اپنا تیار کیا ہوا مضمون پڑھکر سنایا۔ آخر میں چندہ کی ادائگی پر جلسہ برخواست ہوا۔ والسلام ::- راقمہ سلیمہ خاتون سیکرٹری لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ - دارالسلام بلڈنگ

وفات حسرت آیات

KHILAFAT LIBRARY

مَیں نہایت رنج و قلق و دلِ اندوہگین سے لکھتی ہوں۔ کہ میری پیاری چچی صاحبہ احمدی جو کہ میرے شوہر ڈاکٹر محمد علیخاں صاحب کی والدہ تھیں۔ بروز جمعہ بتاریخ ۱۴ جنوری ہم سب بہوؤں بیٹیوں اور اپنے شوہر و پوتے و پوتیوں کو داغِ جدائی و غم و الم میں ڈوبے ہوئے چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ہمیں خبر پورے اکیس دن کے بعد افریقہ ممباسہ میں ملی۔ یہ داغ حسرت تادمِ مرگ نہ زائل ہو گا۔ کہ ساڑھے پانچ برس گذرتے ہیں میں مع اپنے بچوں و شوہر کے ملاقات کا فیض نہ حاصل کر سکی۔ مولا کریم کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ مَیں اسکی رضا پر راضی ہوں۔ اور دستِ بدعا ہوں۔ کہ مولا کریم مرحومہ کو اعلیٰ مرتبہ و جنّت الفردوس عطا کریں۔ مرحومہ کی وفات حرکتِ قلب بند ہو جانے کے باعث

ہوئی۔ علیل تو دو برس سے تھیں۔ چنانچہ جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء پر مرحومہ قادیان گئی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹروں نے علاج کیا۔ بظاہر تو تندرست معلوم ہوتی تھیں۔ جب ۱۳ تاریخ قادیان سے روانہ ہوکے ۱۴ کو گھر پہنچیں تو اسی رات ۱۴ جنوری بوقت بارہ بجے راہی ملک بقا ہوئیں۔ مرحومہ نہایت ہی صوم و صلوٰۃ کی پابند و تہجد گذار و خیرات کرنیوالی تھیں نیز اپنے دین احمدیت میں پکی تھیں۔ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بیعت کی تھی کبھی مرحومہ نے شرک و بدعت والی رسومات نہ کیں۔ یکدم ایسا چھوڑ دیا۔ جیسا کہ مرحومہ کو بالکل معلوم نہ تھا۔ مرحومہ صاف گو و نیک دل تھیں اور دین کی پابند تھیں۔ پچھلے دنوں میں جب سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا حکم ہندوؤں سے چھوت چھات کا تھا۔ تو سن کر بڑے حوصلگی سے ہندو عورتوں کو جو کہ پرانے یعنی کئی برسوں سے مرحومہ کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں۔ منع کیا۔ کہ ہمارے روٹی پکانے والی جگہ جس کو ہندو لوگ (چوکہ) کہتے ہیں۔ نہ داخل ہوا کرو۔ کیونکہ تم لوگ ہم سے چھوت چھات کرتے ہو۔ اب ہمیں حکم آگیا ہے۔ اس لئے ضروری تم سے چھوت چھات کرینگے۔ مرحومہ کئی دفعہ سالانہ جلسہ قادیان میں شریک ہوتی رہیں۔ مرحومہ نے بیعت ۱۹۰۸ء میں کی تھی۔ اور وصیّت اچھی طرح یاد نہیں۔ شائد ۱۹۱۹ء میں کی تھی۔ مرحومہ کی لاش بذریعہ لاری قادیان لے جائی گئی۔ اور وہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے نماز جنازہ پڑھائی بعدازاں مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ مرحومہ اپنی زندگی اعلیٰ مدارج میں کاٹ کر رخصت ہوگئیں۔ لیکن ہمیں جرکا دے دیا۔ اور دن رات مرحومہ کا غم دل میں ایک کانٹے کی طرح چبھتا رہتا ہے۔ مرحومہ نے اپنی زندگی میں کوئی مرگ جانی نہیں دیکھی۔ ہاں بیٹوں کی جدائی نے جو کہ ہمیشہ مسافر رہے۔ اخیر عمر میں سخت کمزور کردیا تھا۔ مرحومہ نے اپنی یادگار میں تین بیٹے جو کہ بفضل خدا سب لائق و احمدی ہیں۔ اور نو پوتیاں و ۶ پوتے چھوڑے جو کہ سب کے سب پیدائشی احمدی ہیں مرحومہ کے شوہر بھی بفضل خدا صحیح و سالم ہیں اور حضرت مسیح موعود کے پرانے مبائعین میں سے ہیں۔ میری مصباحی بہنو! آپ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں اور پسماندگان کے لئے دعا کریں۔ کہ مولا کریم انکو صبر جمیل عطا کرے۔ میں نے انکی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے ایک برس کے لئے مصباح جاری کرایا ہے۔ جو کہ کسی نادار بہن کو ملا کریگا۔ اور پڑھکر مرحومہ کے حق میں دعا کریگی۔

میں ہوں غمزدہ و دور افتادہ
نواب بیگم احمدی اہلیہ ڈاکٹر محمد علیخاں
صاحب احمدی ممباسہ ایسٹ افریقہ

آخری اطلاع
مصباحی بہنوں کو اطلاع ہو۔ کہ یکم اپریل کا مصباح ان سب کے نام وی پی ہوگا جن کی طرف سے ۱۹۲۸ء کا چندہ نہیں آیا یا مارچ ۱۹۲۹ء تک انکا چندہ ختم ہوجاتا ہے۔ (مینیجر)

عید کی صبح اُن کی تربت پر

عید بہ روشن کی خوشی ہے چار سو پھیلی ہوئی
ہے کوئی کپڑے بدلتا اور نہاتا ہے کوئی
ننھے بچے بن سنور کر پھرتے ہیں گلیوں میں سب
ماؤں نے بچوں کو نہلا کر دھلا کر شوق سے
عید پڑھنے جا رہے ہیں تو گھما ہے باغ باغ
میٹھی نیندیں سونے والے تجھ کو بھی ہے کچھ خبر
آج ہے دن عید کا اٹھ ساتھ میرے گھر کو چل
مضطرب ہیں تیرے بچے راہ تکتے ہیں تری
کون دے عیدی انہیں اور سیر کو لیجائے کون
بھولے پن سے کہتے ہیں جب تک نہ ابا آئینگے
تیرے بن اے جان جاں حالت ہوئی ابتر مری
اپنے قدموں سے منور کر سیاہ خانہ مرا
جو کدورت ہے ترے دل میں اسے اب دور کر
مان جا او روٹھنے والے خدا کے واسطے
ان غریب بچوں کی اور اس بیوہ ناشاد کی
التجاؤں کا دیا میری نہ تم نے کچھ جواب

ہر کس و ناکس کے چہرے سے عیاں ہے تازگی
عید ملنے کیلئے یاروں سے جاتا ہے کوئی
ہیں مرے معصوم اک کونے میں بیٹھے مضطرب
کچھ سویاں دیں پکا کر کھاتے ہیں جو دو وقت سے
ایک میں ہوں جس کا سینہ ہے غموں سے داغ داغ
رو رہی ہوں دیر سے بیٹھی میں تیری قبر پر
اور نہا دھو کر خدارا تو بھی نئے کپڑے بدل
ہو رہی ہے تیرے بن برباد ان کی زندگی
اور انکے واسطے کپڑے نئے سلوائے کون
عید پڑھنے کیلئے ہرگز نہیں ہم جائینگے
کٹ رہی ہے بیکسی بیچارگی میں زندگی
بخشوا دے پھر خدا جو ہو گئی مجھ سے خطا
رحم کیوں آتا نہیں میرے دل رنجور پر
عرض سن میری محمد مصطفےٰ کے واسطے
جان نکلنے کے قریں ہے خانماں برباد کی
بڑھ گیا ہے جس سے اے جاں اور میرا اضطراب

تم کو گر آنا نہیں منظور میرے پاس اب
مجھ کو ہی بلواؤ تا مٹ جائے یہ رنج و کرب

[illegible]

تصحیح جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب نے متوجہ کیا ہے کہ ۱۵ فروری کے مصباح میں علمی سوالات کے جوابات غلط چھپے ہیں کوئی مصباحی بہن اپنے سائنس دان رشتہ دار کی امداد سے صحیح جواب چھپوا دیں ۔ یکم مارچ کے مصباح میں ایتھر کے متعلق جو یہ چھپا ہے کہ اسکے ذریعے سے آواز بھی پہنچتی ہے یہ بھی صحیح نہیں ۔

KHILAFAT LIBRARY

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)